عقائد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ...... نہج البلاغہ کی روشنی میں

ابو عبداللہ محمد اصغر توحیدی

الحمد لله ربّ العالمين والصلوة والسلام على رسوله الكريم وعلى اصحابه اجمعين الى يوم الدين .

امابعد اعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم

واعلموا انّ فيكم رسول الله لو يطيعكم في كثير من الامر لعنتم ولكن الله حبّب اليكم الايمان وزيّنه في قلوبكم وكرّه اليكم الكفر والفسوق والعصيان اولئك هم الراشدون (سورة الحجرات)

اللہ رب العزت نے اپنے مقدس کلام میں اپنے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کے پاکباز صحابہ کی مدح وتعریف بیان فرمائی ہے ۔اسی لئے ایک سچے مسلمان کے عقیدہ کے مطابق تمام صحابہ کرامؓ کامل ایماندار، عادل وثقہ اور ہدایت یافتہ ہیں ۔ان تمام صحابہ کرام میں سے خلفائے راشدین درجہ اور مقام کے لحاظ سے فائق ہیں ۔ایک سچا مسلمان حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ رسول بلافصل اور حضرت عمر فاروقؓ کو مراد رسول ، حضرت عثمان غنیؓ کو ذوالنورین اور حضرت علیؓ کو داماد رسول اور سچا محب رسول تسلیم کرتا ہے اور ان چاروں بزرگوں کو اللہ ربّ العزت کے محبوب پیغمبر ختم الرسل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں جنت کی بشارت سنائی کسی مسلمان کو زیبا نہیں کہ وہ ان کے جنتی ہونے میں کسی شک و شبہ کا اظہار کرے ۔ان بزرگوں کے بہت فضائل ومناقب احادیث صحیحہ میں وارد ہوئے ہیں ۔اور ایک سچے مسلمان کو وہ سب تسلیم ہیں لیکن بعض غالی قسم کے لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں غلو سے کام لیتے ہوئے کبھی یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے مشکل کشا ہیں ، حاجت روا ہیں یا وہ جنت کی ٹکٹیں تقسیم کریں گے (وغیرہم) حالانکہ اس قسم کی باتیں حضرت علیؓ نے کبھی بھی اپنی زندگی میں ارشاد نہیں فرمائیں ۔بلکہ وہ ایک بڑے موحد، متبع سنت اور اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے تھے ۔ہم اس مقالہ میں ان کے عقائد (نہج البلاغہ) کی روشنی میں بیان کریں گے ۔

یہ کتاب حضرت علیؓ کے اقوال، خطوط، خطبات اور نظریات کا مجموعہ ہے جس کو اہل تشیع کے ایک جید عالم علامہ رضی نے جمع کیا ۔اور اس کتاب کا درجہ عند الشیعہ قرآن پاک کے بعد مانا جاتا ہے اور ان کے ہاں یہ ایک مستند کتاب تسلیم کی جاتی ہے ۔

عقیدہ توحید کی حمایت سیّدنا علیؓ کی زبانی:

نہج البلاغہ کے حصہ سوم ارشاد نمبر ۴۷۰ میں ہے کہ "وسئل عن التوحيد والعدل فقال عليه السلام التوحيد ان لّا تتوهمه والعدل ان لّا تتهمه "(بلفظہ) یعنی حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ توحید کس کو کہتے ہیں اور عدل کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ اللہ کو اپنے وہم وگمان میں مقید نہ کرو اور عدل سے مراد یہ ہے کہ اسے متہم نہ کرو ۔یعنی اس کی سچائی میں شک نہ کرو ۔اور نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۱۵ میں ارشاد فرمایا جو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے الفاظ ہیں ملاحظہ فرمائیں "اللهم خرجنا اليك حين اعتكرت علينا حدابير السّنين واخلفتنا مخائل الجود فكنت الرجاء للمبتئس والبلاغ للملتمس ندعوك حين قنط الانام ومنع الغمام وهلك السوام فانك تنزل الغيث من بعد ما قنطوا او تنشر رحمتك وانت الولي الحميد "(بلفظہ) یعنی اے اللہ صرف تو ہی مصیبت زدہ کی امید ہے اور صرف تو ہی التجا کرنے والوں کا حاجت روا ہے ۔ہم تجھ سے اس وقت فریاد کر رہے ہیں جب لوگ مایوس ہو چکے ہیں ، بادل برسنے سے رکے ہوئے ہیں ، مویشی بے جان ہو گئے ہیں اے اللہ تو ہی وہ ذات ہے کہ جو لوگوں کے مایوس ہونے کے بعد پانی برساتا ہے اور دامن رحمت پھیلاتا ہے اے اللہ تو ہی تمام تعریفوں کے قابل ہے ۔

معزز قارئین کرام: ملاحظہ فرمائیں کہ جناب سیّدنا حضرت علیؓ کی اس دعا کے ایک ایک لفظ سے عقیدہ توحید کی خوشبو آرہی ہے (سبحان اللہ) ہم کہتے ہیں کہ آپؓ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں حاجت روا ہوں بلکہ یہ فرمایا کہ اللہ صرف تو ہی حاجت روا ہے ۔یہ "ہی" کی تخصیص واضح کر رہی ہے کہ آپؓ کے عقیدہ کے مطابق صرف اللہ ہی حاجت روا اور مشکل کشا ہے ۔اللہ کریم حضرت علیؓ والا عقیدہ سب مسلمانوں کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۹۹ میں ارشاد فرمایا کہ "واستعينوا الله على اداء واجب حقه ومالا يحصى من اعداد نعمه واحسانه (بلفظہ) یعنی صرف اللہ ہی سے استعانت چاہو اس کا واجب حق ادا کرنے میں اور اس کی بے شمار نعمتوں اور احسانوں کا شکر ادا کرنے میں ۔اور جناب سیّدنا علیؓ کا یہ عقیدہ عین قرآن پاک کے مطابق ہے ۔کہ اللہ ربّ العزت کی نعمتوں کا کوئی بندہ شمار نہیں کر سکتا ہے ۔ارشاد ربانی ہے وان تعدوا نعمة الله لاتحصوها ان الله غفور الرحيم (سورة النحل)

اللہ تعالیٰ سے بغیر کسی وسیلہ کے مانگو:

نہج البلاغہ کے مکتوب نمبر ۳۱ حصہ سوم میں ہے کہ اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کو وصیت فرمائی کہ "امابعد واعلم ان الذي بيده خزائن السموات والارض قد اذن

لک فی الدعاء وتکفل لک بالاجابة وامرک ان تساله لیعطیک وتسترحمه لیرحمک ولم یجعل بینک وبینه من یحجبه عنک ولم یلجئک الی من یشفع لک الیه (بلفظه) یعنی اے بیٹے تو اس بات کا جان لے (یعنی یقین کر لے) اللہ کہ جس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اس نے تمہیں دعا کرنے کی اجازت دے کر دعائیں قبول کرنے کا ذمہ لے رکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم صرف اس سے ہی مانگو۔ تاکہ وہ تم پر رحم کرے اور اس نے تمہارے اور اپنے درمیان کوئی حاجب (دربان) مقرر نہیں کر رکھا جو اس تک تمہاری رسائی نہ ہونے دے اور نہ تمہیں کسی ایسے شخص کے سپرد کیا ہے جو اس کی بارگاہ میں تمہاری سفارش کرے)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت علیؓ کی اس وصیت سے جو کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو فرمائی صاف ثابت ہو رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست مانگنے کے قائل تھے کسی مخلوق کے شخصی وسیلے کے قائل نہیں تھے اس نظریہ کی تائید اللہ پاک کا مقدس کلام بھی کرتا ہے سماعت فرمائیں' وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرین " (سورۃ مومن) آپؓ کی اس وصیت میں 'ان الذی بیده خزائن السموات والارض " کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ذکر ہے کہ زمینوں آسمانوں کے تمام خزائن صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ سلف صالحین ہاتھ کی تاویل کے قائل نہیں تھے ان کا مسلک یہ تھا کہ ظاہر الفاظ پر ایمان رکھا جائے اور اس کی اصل کیفیت اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جائے کہ الفاظ کی اصل حقیقت کو صرف وہی جانتا ہے۔ اور یہی مسلک صحیح ہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی تاویل (قبضہ قدرت) کے الفاظ سے کرنا باطل ہے۔ اسی طرح اس کی دوسری صفات کے متعلق بھی یہی عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اس کی ذات اور صفات کی کوئی تمثیل نہیں کیونکہ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے لیس کمثله شئی

شرک سے اجتناب اور کتاب وسنت کو قائم رکھنے کی تاکید:

نہج البلاغہ کے حصہ سوم مکتوب نمبر ۲۳ میں ہے کہ جب ابن ملجم خارجی ملعون نے آپؓ کو زخمی کیا تو اپنے احباب کو یہ وصیت فرمائی کہ " وصیتی لکم ان لا تشرکوا باللہ شیئا ومحمد ﷺ فلا تضیعوا سنتہ اقیموا ہذین العمودین (بلفظہ) یعنی تم سب کو میری وصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو ذرہ برابر شریک نہ کرنا اور حضرت محمد ﷺ کی سنت کو ضائع نہ کر نا بیٹھنا۔ ان دونوں ستونوں کو قائم رکھنا۔

معزز قارئین کرام حضرت علیؓ کی اس وصیت سے ثابت ہوا کہ وہ ہر قسم کے شرک سے کلی طور پر بیزار تھے اور عقیدہ توحید وسنت کو دین اسلام کی بنیاد سمجھتے تھے۔ اور یہی عقیدہ ہر مسلمان کو اختیار کرنا چاہئے۔

آپؓ سماع موتی کے قائل نہیں تھے:

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۲۲۸ میں ارشاد فرمایا کہ " الذین اختلفوا درتها واصابوا غرتها وافنوا عدتها واخلقوا اجدتها واصبحت مساکنهم اجداثا واموالهم میراثا لا یعرفون من اتاهم ولا یحفلون من بکاهم ولا یجیبون من دعاهم (بلفظه) یعنی جنہوں نے اس دنیا کا دودھ دوہا اور اس کی غفلت سے فائدے اٹھائے اور اس کے سامان ختم کئے اس کے نئے کو پرانا کیا اب ان کے گھر قبرستان میں بن گئے اور ان کے اموال میراث بن کر تقسیم ہو گئے۔ جو ان کی قبروں پر آتا ہے وہ اسے پہچانتے نہیں جو ان پر روتا ہے اس کی پرواہ نہیں کرتے اور جو ان کو پکارتا ہے اسے جواب نہیں دیتے۔

قارئین محترم: حضرت علیؓ کا یہ مسلک کہ مردے نہیں سنتے عین قرآن پاک کے مطابق ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ان تدعوهم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیامة یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر (سورۃ فاطر) قرآن وسنت میں سماع موتی کے متعلق عام قانون تو یہی ہے۔ ہاں اللہ رب العزت بطور معجزہ کے کسی مردہ کو نبی پاک ﷺ کی بات سنوا دے تو اس کا انکار نہیں۔ اور جو لوگ اہل قبور سے استمداد کے قائل ہیں وہ حضرت علیؓ کے مسلک پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں تاکہ صحیح مسلک کی سمجھ آسکے۔

بوقت اختلاف فیصلہ کے لئے کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا: نہج البلاغہ کا مکتوب نمبر ۵۳ ایک طویل مکتوب ہے جو آپؓ نے مالک بن حارث اشتر نخعی کو لکھا جب آپ نے اس کو مصر کا گورنر مقرر فرمایا اس کا کچھ حصہ ملاحظہ فرمائیں " وردوه الی الله ورسوله ما یضلعک من الخطوب ویشتبه علیک من الامور فقد قال الله تعالی لقوم احب ارشادهم یا ایها الذین آمنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوه الی الله والرسول ان کنتم تومنون بالله والیوم الاخر ذالک خیر واحسن تاویلا " (سورۃ النساء) فالرد الی الله الاخذ بمحکم کتابه والرد الی الرسول الاخذ بسنة الجامعة غیر المفرقة (بلفظه)

یعنی آپؓ نے اپنے گورنر کو لکھا کہ جو مسائل تمہیں مشکل معلوم ہوں اور جو امور تم پر مشتبہ ہو جائیں تو انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو سیدھی راہ پر چلانا پسند فرمایا ان سے فرمایا کہ اے مومنو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور نیز اپنے اولی الامر یعنی اپنے حاکموں کی بھی اطاعت کرو لیکن اگر تمہارے اولی الامر سے کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اس اختلاف کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو یعنی کتاب وسنت کی طرف اگر تمہارا اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان ہے یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی لوٹانے سے مراد اس کی کتاب کی محکم آیات پر عمل کرنا مراد ہے اور رسول کی طرف لوٹانے سے مراد آپ کے متفق علیہ ارشادات پر عمل

کرنا مراد ہے کہ جن میں کوئی اختلاف نہیں۔

محترم قارئین کرام: یہ ایک ایسا بہترین فارمولا ہے کہ جس پر عمل کر کے اپنے اختلافات کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ سلف صالحین اسی فارمولے پر عمل کر کے اپنے اختلافات مٹاتے رہے۔ جس کی کئی مثالیں احادیث اور تاریخ میں موجود ہیں۔ دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح اسی مسلک کے حامل حضرت علیؓ بھی تھے۔ اللہ کریم سب مسلمانوں کو اسی فارمولا پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

علم نجوم کا رد سیّدنا علیؓ کی زبانی:

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۷۹ میں ہے کہ جب آپؓ نے خوارج کے خلاف جنگ کے لیے روانہ ہونا چاہا تو ایک آدمی نے عرض کی کہ اے امیر المومنین اگر آپ اس وقت روانہ ہوئے تو علم نجوم کی رو سے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ فتح یاب نہ ہوں گے تو آپؓ نے فرمایا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تم اس ساعت کا پتہ دے سکتے ہو کہ اگر کوئی اس ساعت میں سفر پر روانہ ہوا تو برائی اس سے دور رہے گی اور اس بری ساعت سے ڈرا سکتے ہو کہ اگر کوئی اس ساعت میں روانہ ہو تو اسے نقصان پہنچے گا۔ پھر آپؓ نے فرمایا فمن صدق بہٰذا فقد کذب القرآن ....ثم اقبل علیہ السلام علی الناس فقال ایہا الناس ایاکم وتعلم النجوم الا مایھتدی بہ فی بر او بحر فانہا تدعوا الی الکہانۃ والمنجم کالکاھن والکاھن کالساحر والساحر کالکافر والکافر فی النار سیروا علی اسم اللہ (بلفظہ) یعنی جس نے علم نجوم کی تصدیق کی تحقیق اس نے قرآن پاک کی تکذیب کی پھر آپؓ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو علم نجوم سیکھنے سے پرہیز کرو مگر اس قدر کہ جس سے خشکی اور تری میں راستے معلوم کر سکو اس لئے علم نجوم کاہن کے مثل ہے اور کاہن جادوگر کے مثل ہے اور جادوگر کافر کے مثل ہے اور کافر کا ٹھکانا جہنم ہے۔ بس اللہ کا نام لے کر چل کھڑے ہو۔

معزز قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت علیؓ غیب کی باتیں بتلانے کے لئے علم نجوم سیکھنے کی کیسی تردید فرما رہے ہیں مگر دیکھا گیا ہے کہ عموماً حضرت علیؓ سے محبت کا دعوٰی کرنے والوں کی اکثریت علم نجوم سیکھنے کے قائل ہیں جبکہ آپؓ ایسے لوگوں کو کافر بتلا رہے ہیں۔

برادران اسلام آپ سے حقیقی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ علم نجوم جیسا کفریہ علم سیکھنے سے پرہیز کیا جائے۔

سیّدنا علیؓ کا اپنی ذات سے علم غیب کی نفی کرنا:

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۲۸ میں ہے کہ ایک غالی قسم کے آدمی نے عرض کی کہ اے امیر المومنین آپ کو تو علم غیب بھی عطا ہوا ہے 'فضحک علیہ السلام وقال للرجل وکان کلبیاً یا اخا کلب لیس هو یعلم غیب وانما علم الغیب علم الساعة وما عدده الله سبحانه بقوله ان الله عنده علم الساعة فیعلم سبحانه ما فی الارحام من ذکر او انثی وقبیح او جمیل وسخی او بخیل وشقی او سعید ومن یکون فی النار حطباً او فی الجنان للنبیین مرافقا فهذا علم الغیب الذی لا یعلمه احد الا الله (بلفظه)

یعنی آپ مسکرا پڑے اور اس آدمی کو جو قبیلہ بنی کلب سے تھا کہا کہ اے کلبی بھائی یہ علم غیب نہیں ہے علم غیب تو قیامت کا وقت اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے جنہیں خداوند عالم نے اپنے ارشاد میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو ہی علم الساعۃ کا علم ہے پس خدا ہی جانتا ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے نر ہے یا مادہ بدصورت ہے یا خوبصورت سخی ہے یا بخیل شقی ہے یا نیک اور کون جہنم کا ایندھن ہے اور کون جنت میں نبیوں کے ساتھ ہوگا پس یہ ہے وہ علم غیب جسے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

برادران اسلام ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت علیؓ کا یہ عقیدہ عین قرآن وسنت کے مطابق ہے۔ پس جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء اولیاء علم غیب جانتے ہیں ان کو ایسے عقیدے سے توبہ کرنی چاہئے اور حضرت علیؓ والا عقیدہ اختیار کرنا چاہئے۔ اللہ رب العزت اس عقیدہ کو تسلیم کرنے کی سب مسلمانوں کو توفیق فرمائے (آمین)

رہبانیت کا رد حضرت علیؓ کی زبانی:

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۲۰۸ میں ہے کہ آپ بصرہ میں ایک صحابی علاء بن زیاد حارثی کے گھر اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو اس موقعہ پر اس صحابی نے اپنے بھائی عاصم بن زیاد کے متعلق ایک شکایت پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ ومالہ ؟ لبس العباءة وتخلى عن الدنيا قال علي به فلما جاء قال يا عدى نفسه لقد استهام بك الخبيث اما رحمت اهلك وولدك اترى الله احل لك الطيبات وهو يكره ان تاخذها انت اهون على الله من ذالك (بلفظه)

یعنی اسے کیا ہوا علاء بن زیاد نے عرض کیا کہ اس نے بالوں سے بنی ہوئی چادر اپنے اوپر اوڑھ لی ہے اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہو گیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے اپنے نفس کے دشمن تمہیں شیطان خبیث نے بہکا دیا ہے کیا تمہیں اپنی بیوی بچوں پر رحم نہیں آتا اور کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خدا نے جن پاکیزہ چیزوں کو تمہارے لئے حلال کر دیا ہے اگر تم انہیں استعمال کرو گے تو اسے ناگوار گزرے گا تم خدا کے نزدیک اس سے زیادہ حقیر ہو کہ وہ تمہارے لیے یہ چاہے۔

قارئین محترم حضرت علیؓ کا یہ عقیدہ عین حدیث نبوی کے مطابق ہے الفاظ حدیث یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "لا رهبانية في الاسلام" جبکہ اس کے برعکس سیّدنا علیؓ سے محبت کا دعوٰی کرنے والوں کی اکثریت ملنگوں کے روپ میں دنیاوی معاملات سے کنارہ کشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

حضرات محترم نہج البلاغہ میں اور بھی کئی عقائد حضرت علیؓ کے بیان کئے گئے ہیں لیکن میں نے اختصار کے پیش نظر صرف آپ کے دس عقائد باحوالہ نقل کئے ہیں۔

اللہ رب العزت تمام اہل اسلام کو یہ عقائد اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کے بد اعتقادی ضعیف الاعتقادی سے محفوظ و مامون فرمائے (آمین)